

از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 12 فروری 1965ء

سیلز ٹیکس آفیسر، جودھ پور و دیگر

بنام

میسرز شیورتن جی موہٹ

[پی بی گیندر گڈ کر، چیف جسٹس، ایم ہدایت اللہ، جے سی شاہ اور ایس ایم سیکری، جسٹس]

آئین ہند آرٹیکل 226 اور 286(1)(b) - اس بات کا تعین کرنے کے لئے حقائق کے سوالات کہ آیا درآمد کے دوران فروخت - لہذا اگر ریاستی سیلز ٹیکس عائد کیا جاسکتا ہے - کیا رٹ کی کارروائی میں فیصلہ کیا جانا چاہئے۔

سیلز ٹیکس افسر نے ٹیکس دہندگان کے اس دعوے کو مسترد کر دیا کہ وہ پاکستان سے درآمد کردہ سیمنٹ کی کچھ فروخت کے سلسلے میں سیلز ٹیکس کا جائزہ لینے کا ذمہ دار نہیں ہے کیونکہ (i) وہ راجستھان ایکٹ 29، سال 1954 کے دفعہ 2(f) کے معنی میں ڈیلر نہیں تھا، اور (ii) زیر بحث فروخت آئین کے آرٹیکل 286(1)(b) کے معنی کے اندر درآمد کے دوران تھی۔ جائزے کے سلسلے میں آرٹیکل 286(1)(b) کے اطلاق کے سوال پر کوئی بحث نہیں ہوئی۔

لہذا ٹیکس دہندگان نے آرٹیکل 226 کے تحت ایک درخواست دائر کی جس میں سیلز ٹیکس افسر کے سامنے پیش کی گئی بنیاد پر تشخیصی آرڈر کو چیلنج کیا گیا اور یہ بھی دعویٰ کیا گیا کہ سیلز ٹیکس افسر معاملے کے حقائق پر آرٹیکل 286(1)(b) کے اثرات اور نتیجہ پر غور کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ریاست نے عرضی کے قابل سماعت ہونے پر اس بنیاد پر اعتراض کیا کہ درخواست گزار کو راجستھان سیلز ٹیکس ایکٹ کے تحت فراہم کردہ اپیل کے متبادل حل سے فائدہ اٹھانا چاہئے تھا، لیکن ہائی کورٹ نے اس اعتراض کو دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے خارج کر دیا کہ درخواست گزار نے آرٹیکل 286(1)(b) کی دفعات کے پیش نظر سیلز ٹیکس کا جائزہ لینے کے درخواست گزار کے دائرہ اختیار کو چیلنج کیا تھا۔ مقدمہ کے

میرٹ پر غور کرنے پر ہائی کورٹ نے کہا کہ مقدمہ کے حقائق پر یہ واضح ہے کہ فروخت اس وقت ہوئی جب سامان درآمد کے دوران تھا اور لہذا آرٹیکل 286(1)(b) کی بنیاد پر سیلز ٹیکس کا ذمہ دار نہیں تھا۔ لہذا عدالت نے تشخیص کے حکم کو منسوخ کر دیا۔

اس عدالت میں اپیل پر ریاست کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ ہائی کورٹ کو درخواست پر غور کرنے سے انکار کر دینا چاہیے تھا کیونکہ مدعا علیہ نے بہت سے اہم حقائق ریکارڈ پر نہیں لائے تھے، اور اس سے بھی بڑھ کر یہ ثابت نہیں ہوا تھا کہ سیمنٹ ہندوستان میں درآمد کے دوران فروخت کیا گیا تھا۔

حکم ہوا کہ:- ہائی کورٹ کو حقائق کے متنازعہ سوالوں کا فیصلہ نہیں کرنا چاہئے تھا، بلکہ صرف اس بنیاد پر تخمینہ حکم کو منسوخ کرنا چاہئے تھا کہ سیلز ٹیکس افسر نے ان کے سامنے اٹھائے گئے سوال سے نمٹا نہیں تھا اور مقدمہ کو ریمانڈ پر بھیج دیا تھا۔ [77 B]

OBITER: ہائی کورٹ کو درخواست پر غور کرنے سے انکار کر دینا چاہیے تھا، کیونکہ اس معاملے میں آرٹیکل 226 کے تحت غیر معمولی دائرہ اختیار کے استعمال کی اجازت دینے کے لئے کوئی غیر معمولی حالات نہیں تھے۔ آرٹیکل 226 کا مقصد ہائی کورٹس کو اصل یا اپیلیٹ تشخیصی اتھارٹی میں تبدیل کرنا نہیں تھا جب بھی ٹیکس دہندگان نے اس بنیاد پر کسی تشخیصی حکم پر اعتراض کرنے کا انتخاب کیا کہ درآمد کے دوران فروخت کی گئی تھی اور اس وجہ سے اسے استثنیٰ حاصل تھا۔ ٹیکس سے یہ حقیقت کہ ٹیکس دہندگان کو اپیل دائر کرتے وقت سیلز ٹیکس جمع کرانا پڑ سکتا ہے، ہر معاملے میں سیلز ٹیکس ایکٹ کے ذریعہ فراہم کردہ تدارک کو نظر انداز کرنے کا جواز پیش نہیں کر سکتا ہے۔ آرٹیکل 226 کے تحت درخواست کی تفریح کے لئے کسی معاملے میں کچھ اور ہونا چاہئے، جو سیلز ٹیکس افسر کے دائرہ اختیار کی جڑ تک جاتا ہے، کچھ ایسا جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ٹیکس دہندگان کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ ہو گا تاکہ

اسے ایکٹ کے ذریعہ فراہم کردہ تدارک کو اپنانے پر مجبور کیا جاسکے۔ [75 G, H]

اے وی ونکٹیشورن بمقابلہ رام چند سو بھراج واڈوانی، 1506 S.C 1961 A.I.R، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 652، سال 1964۔

D.B دیوانی متفرقہ رٹ پٹیشن نمبری 157، سال 1962 میں راجستھان ہائی کورٹ کے 7 مئی 1963 کے فیصلے اور حکم کے خلاف اپیل۔

راجستھان کے ایڈوکیٹ جنرل جی سی کاسلیوال، کے کے جین، اپیل کنندگان کے لئے۔

مدعا علیہ کی طرف سے ایم ڈی بھارگو اور بی ڈی شرما۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس سیکری نے سنایا۔

سیکری، جسٹس۔ راجستھان ہائی کورٹ کی جانب سے دیے گئے سرٹیفکیٹ آف فٹنس کے ذریعے یہ اپیل 7 مئی 1963 کے اس فیصلے کے خلاف ہے جس میں جو دھ پور سٹی کے سیز ٹیکس آفیسر کی جانب سے 5 مارچ 1962 کو دیے گئے تشخیصی آرڈر کو منسوخ کیا گیا تھا، جہاں تک سالانہ آمدن کے سیز ٹیکس مبلغ 2392252.75 نئے پیسے لگانے کا تعلق ہے۔

جواب دہندہ، میسرز شیورتن جی موہٹہ، جو جو دھ پور میں اپنا ہیڈ آفس رکھنے والی ایک پارٹنر شپ فرم ہے، جسے بعد میں ٹیکس دہندگان کے طور پر جانا جاتا ہے، نے سیز ٹیکس افسر کے سامنے دعویٰ کیا کہ وہ مذکورہ کاروبار کے سلسلے میں سیز ٹیکس کا جائزہ لینے کے ذمہ دار نہیں ہیں کیونکہ، پہلی بات تو یہ ہے کہ ٹیکس دہندہ راجستھان سیز ٹیکس ایکٹ (راجستھان ایکٹ XXIX) کے دفعہ 2(f) کے تحت ڈیلر نہیں تھا۔ سال 1954 میں اس کاروبار کے حوالے سے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر یہ فروخت آئین کے آرٹیکل 286(1)(b) کے تحت درآمد کی جاتی ہے تو یہ کورس میں تھی۔ اگرچہ سیز ٹیکس افسر نے دوسری بنیاد سے متعلق معاملے کے حقائق بیان کیے، لیکن انہوں نے اس ٹرن اوور کا اندازہ اس بنیاد پر لگانا کافی سمجھا کہ ٹیکس دہندہ راجستھان سیز ٹیکس ایکٹ کے دفعہ 2(f) کے تحت ڈیلر تھا۔ اپنی دوسری بنیاد کو ثابت کرنے کے لئے ٹیکس دہندگان نے جن حقائق پر بھروسہ کیا تھا وہ یہ تھے۔ ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری، حیدرآباد (پاکستان)، جسے بعد میں پاکستان فیکٹری کہا جاتا تھا، پاکستان میں سیمنٹ تیار کرتی تھی۔ اس کے بعد پاکستان انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے پاکستان میں تیار ہونے والے سیمنٹ کو بھارت کو برآمد کرنے کے لیے میسرز ملکیرام اینڈ سنز (p) لمیٹڈ، بمبئی کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا نے راجستھان کی سرحد پر پاکستان میں F.O.R کھوکھرو پار کو 35,000 ٹن سیمنٹ کی خریداری کے لئے مذکورہ میسرز ملکیرام اینڈ سنز کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن نے ٹیکس دہندگان کو درآمد شدہ سیمنٹ کی درآمد اور فروخت کی دیکھ بھال کے لئے اپنا ایجنٹ مقرر کیا۔ سیمنٹ کی فروخت کے لئے ٹیکس دہندگان کے ذریعہ اپنا یا گیا طریقہ کار درج ذیل تھا۔ یہ راجستھان میں ایک خریدار سے ایک معاہدے کے تحت آرڈر حاصل کرے گا، جس کا ایک نمونہ ریکارڈ پر ہے، معاہدے نے قیمت اور سپلائی کی شرائط طے کیں۔ ایک شق کے تحت ٹیکس دہندگان نے سامان کی ترسیل میں تاخیر اور عدم وصولی

یا کسی بھی وجہ سے ٹرانزٹ میں کسی بھی نقصان، نقصان یا کمی کے بارے میں کسی بھی ذمہ داری سے انکار کیا۔ معاہدے میں مزید کہا گیا ہے کہ ٹرانزٹ کے دوران نقصان، نقصان یا کمی وغیرہ کے تمام دعوے ایئرلائنز کے پاس ہوں گے اور ہماری ادائیگیوں میں کسی بھی وجہ سے تاخیر نہیں کی جائے گی۔ معاہدے میں مزید بتایا گیا کہ واجبات مکمل یا 90 فیصد پیشگی ادا کیے جائیں گے اور بقیہ رقم بلنگ کے 15 دن کے اندر ادا کی جائے گی۔ معاہدے کی شق 6 مندرجہ ذیل شرائط میں ہے:

"آپ کے آرڈرز کے سلسلے میں وگینس لوڈ ہوتے ہی فیکٹری کی طرف سے آپ کو پوسٹ کارڈ لوڈنگ ایڈوائس بھیجی جائے گی، اور ریلوے قوانین کے مطابق بروقت کھیپ اتارنے کا انتظام کرنا آپ کی ذمہ داری ہوگی۔ ہم، اور سپلائرز کسی بھی وجہ سے ڈیمرج وغیرہ کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ اگر کھیپ ریلوے رسید سے پہلے پہنچ جاتی ہے، تو یہ خریدار کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاوضہ بانڈ وغیرہ کے خلاف بروقت ترسیل کا انتظام کرے اور اسے حاصل کرے۔ ریلوے کی تمام رسیدیں وغیرہ پاکستان میں سپلائرز کی جانب سے رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے بھیجی جائیں گی۔"

معاہدہ طے پانے کے بعد ٹیکس دہندگان پاکستان کارپوریشن کو ہدایات بھیجیں گے۔ ان ہدایات میں خریدار کے نام اور منزل کی نشاندہی کی گئی تھی اور یہ شرط رکھی گئی تھی کہ ریلوے رسید اور ڈی / اے رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے کنسیننی کو بھیجی جائے۔ یہ ہدایات پاکستان کارپوریشن کو ایک کوریٹر کے ساتھ بھیجی گئی تھیں جس میں درخواست کی گئی تھی کہ یہ ہدایات ضروری کارروائی کے لئے پاکستان فیکٹری تک پہنچائی جائیں۔ اس کے بعد پاکستان کارپوریشن ان ہدایات کو ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری کو ارسال کرے گی۔ بعد ازاں پاکستان فیکٹری کنسائزر کو مشورہ دے گی کہ انہوں نے ریلوے رسید اور انوائس کے مطابق مخصوص مقدار اسٹیٹ بینک آف انڈیا کراچی کو بھیج دی ہے۔ اسٹیٹ بینک آف انڈیا، کراچی ریلوے رسید کی توثیق کرے گا اور اسے ڈاک کے ذریعے بھیجے گا۔ مرسل الیہ یا تو ریلوے رسید پیش کرے یا اسٹیٹ ماسٹر انڈر ٹیکنگ کو انڈیمنٹیٹی بانڈ دے کر ڈلیوری کرے گا تاکہ اس کی رسید پر ریلوے رسید فراہم کی جاسکے۔

سیلز ٹیکس افسر نے ان میں سے زیادہ تر حقائق اور ٹیکس دہندگان کے اعتراضات کو تشخیصی آرڈر میں بیان کیا تھا لیکن مندرجہ ذیل مشاہدات کے ساتھ مقدمہ نمٹا دیا:

"مذکورہ بالا سبھی باتیں یہ ثابت کرنے کے لیے گئیں کہ ٹیکس دہندہ ریاست میں سپلائی کے لیے نان ریزیڈنٹ ڈیلر کا ایجنٹ تھا۔ ٹیکس دہندہ درآمد کنندہ تھا اور اس لئے اس کے لئے کسٹم اتھارٹی کو درخواست جمع کرائی۔ اس نے آرڈر بک کیے اور فروخت کے بل جاری کیے۔ ایجنٹ کی تقرری کے معاہدے کی شرائط کے تحت، ایجنٹ کی طرف سے فروخت کی جانی تھی۔ ایک بار پھر شرط 5 کے تحت خریداروں سے آرڈر حاصل کرتے وقت خریداروں کی جانب سے ٹیکس دہندگان کو سیلز ٹیکس ادا کرنا تھا۔

اس طرح تمام ارادوں اور مقاصد کے لئے ٹیکس دہندہ ایک ڈیلر ہے جو ریاست کو سیلز ٹیکس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔ انہوں نے صحیح طور پر یہ رقم خریدنے والے ڈیلرز سے جمع کی ہے اور ان کے پاس رکھی ہے۔ یہ حکومت کے پاس آنا چاہئے۔"

ہمیں ٹیکس دہندگان کی جانب سے اٹھائے گئے سوال پر آرڈر میں کوئی بحث نظر نہیں آتی کہ فروخت آئین کے آرٹیکل 286(1)(b) کے تحت درآمد کے دوران کی گئی تھی۔ اس کے بعد ٹیکس دہندگان نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک درخواست دائر کی اور ہائی کورٹ کے سامنے دو دلیلیں پیش کیں، یعنی (1) سیلز ٹیکس افسر مقدمہ کے حقائق پر آرٹیکل 286(1)(b) کے اثرات اور نتیجہ پر غور کرنے میں ناکام رہا، اور (2) سیلز ٹیکس افسر نے غیر قانونی طور پر کہا کہ درخواست گزار تمام ارادوں اور مقاصد کے لئے ایک ڈیلر ہے جو سیلز ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ریاست نے عرضی کے قابل سماعت ہونے پر اس بنیاد پر اعتراض اٹھایا کہ درخواست گزار کو رجسٹرڈ سیلز ٹیکس ایکٹ کے تحت فراہم کردہ اپیل کے متبادل حل کا فائدہ اٹھانا چاہئے تھا، لیکن ہائی کورٹ نے اس اعتراض کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ "درخواست گزار کی دلیل یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 286(1)(b) کے پیش نظر، مدعا علیہ کے پاس ہندوستان کے علاقے میں درآمد کے دوران سامان کی فروخت پر سیلز ٹیکس ادا کرنے کے لئے درخواست گزار کا جائزہ لینے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا، اور یہ کہ اگرچہ سیلز ٹیکس کی ادائیگی کے لئے درخواست گزار کا جائزہ لینے میں دائرہ اختیار کی مکمل کمی نہیں تھی، لیکن اے وی سنٹیکسٹورن بمقابلہ رام چند سو بھارج وادھوانی (1) میں بیان کردہ اصول لاگو ہوتا ہے، اور یہ ایک ایسا مقدمہ تھا جسے شروع میں خارج نہیں کیا جانا چاہئے۔"

اس کے بعد ہائی کورٹ نے اس مقدمہ کے میرٹ سے نمٹا۔ عدالت نے پہلے اس سوال پر غور کیا کہ آیا درخواست گزار راجستھان سیلز ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 2(f) کے تحت ڈیلر ہے، اور اس نتیجے پر پہنچا کہ درخواست گزار کو مذکورہ دفعہ 2(f) کے اندر ڈیلر سمجھا جانا چاہئے۔ پھر اس نے اس سوال سے نمٹا کہ آیا فروخت درآمد کے دوران ہوئی تھی۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ اس معاملے کے حالات میں ان فروختوں سے سامان کی نقل و حرکت کا موقع نہیں ملا تھا بلکہ یہ میسرز ملکی رام اینڈ سنز کی جانب سے اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن کو کی گئی پہلی فروخت تھی جس سے سامان کی نقل و حرکت کا موقع ملا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس معاملے کے حالات میں اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن کی جانب سے درخواست گزار کی جانب سے ڈیلوری کے بعد سامان میں موجود جائیداد اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن اور اس کے ساتھ ساتھ حتمی خریداروں کو دی گئی تھی۔ اس طرح سامان میں موجود جائیداد راجستھان میں آخری خریداروں کو اس وقت منتقل ہوئی جب سامان ہندوستان کے علاقے تک نہیں پہنچا تھا اور جے وی گوکل اینڈ کمپنی (پرائیویٹ) لمیٹڈ بمقابلہ اسسٹنٹ کلکٹر آف سیلز ٹیکس (انسپکشن) و دیگر اہل سپریم کورٹ کے اختیار کے پیش نظر درآمد کے راستے میں تھا، یہ خیال رکھنا چاہئے کہ فروخت اس وقت ہوئی جب "سامان درآمد کے دوران تھا اور وہ آرٹیکل 286(1)(b) کی بنیاد پر سیلز ٹیکس کی ادائیگی کے ذمہ دار نہیں ہونا چاہئے۔ نتیجتاً، ہائی کورٹ نے اس بات کا جائزہ لینے کے حکم کو منسوخ کر دیا کیونکہ اس نے تنازعہ میں کاروبار پر ٹیکس لگانے کی کوشش کی تھی۔ جودھ پور کے سیلز ٹیکس افسر اور ریاست راجستھان نے ہائی کورٹ سے فنانس کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد یہ اپیل دائر کی تھی۔

فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے ہمارے سامنے دو نکات اٹھائے ہیں: پہلا یہ کہ اس معاملے کے حقائق کی بنیاد پر ہائی کورٹ کو درخواست پر غور کرنے سے انکار کر دینا چاہیے تھا، اور دوسرا یہ کہ یہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ آرٹیکل 286(1)(b) کے تحت سیمنٹ درآمد کے دوران فروخت کیا گیا تھا۔

پہلے نکتے کے بارے میں، وہ زور دیتے ہیں کہ سیلز ٹیکس افسر کے حکم کے خلاف اپیل کی جائے۔ سیلز ٹیکس ایکٹ کے جواز کا کوئی سوال شامل نہیں تھا اور ٹرن اوور کی قابل ٹیکسیبلٹی اس بات پر منحصر تھی کہ ہر کھپ میں جائیداد کہاں سے گزری۔ اس میں مختلف حقائق پر غور کرنا شامل تھا اور ان کے مطابق اہم حقائق کو ٹیکس دہندگان کی طرف سے ریکارڈ پر

نہیں لایا گیا تھا جس پر یہ ثابت کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ فروخت درآمد کے دوران ہوئی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ ٹیکس دہندگان کو یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ ریلوے کی ہر رسید کی تصدیق سرحد پار کرنے سے پہلے ہر کھیپ اسٹیٹ بینک آف انڈیا، کراچی کی جانب سے خریدار کو کی گئی تھی۔

ہماری رائے ہے کہ ہائی کورٹ کو درخواست پر غور کرنے سے انکار کر دینا چاہئے تھا۔ اس معاملے میں ایسی کوئی غیر معمولی صورت حال موجود نہیں ہے جس سے آرٹیکل 226 کے تحت غیر معمولی دائرہ اختیار کے استعمال کی اجازت دی جاسکے، آرٹیکل 226 کا مقصد ہائی کورٹس کو اصل یا اپیلیٹ تشخیصی اتھارٹیز میں تبدیل کرنا نہیں تھا جب بھی کوئی ٹیکس دہندہ اس بنیاد پر کسی تشخیصی حکم پر اعتراض کرنے کا انتخاب کرتا ہے کہ درآمد کے دوران فروخت کی گئی تھی اور اس وجہ سے ٹیکس سے مستثنیٰ تھا۔ ٹیکس دہندگان کی جانب سے درخواست کی گئی تھی کہ انہیں اپیل دائر کرتے وقت سیلز ٹیکس جمع کرانا ہوگا۔ اگر ایسا ہے بھی تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر معاملے میں جس میں ٹیکس دہندگان کو سیلز ٹیکس جمع کرانا ہوتا ہے، وہ سیلز ٹیکس ایکٹ کے ذریعے فراہم کردہ تدارک کو نظر انداز کر سکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ آرٹیکل 226 کے تحت کسی درخواست کی تفریح کے لئے کسی معاملے میں کچھ اور ہونا چاہئے، جو سیلز ٹیکس افسر کے دائرہ اختیار کی جڑ تک جاتا ہے، کچھ ایسا جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ٹیکس دہندگان کے ساتھ نا انصافی کا معاملہ ہوگا کہ وہ اسے ایکٹ کے ذریعے فراہم کردہ تدارک کو اپنانے پر مجبور کرے۔ لیکن چونکہ ہائی کورٹ نے عرضی پر غور کرنے کا فیصلہ کیا ہے، اس لئے ہم اس مرحلے پر اس بنیاد پر درخواست خارج کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

دوسرے نکتے کے بارے میں فاضل ایڈووکیٹ جنرل کا استدلال ہے کہ یہ ذمہ داری ٹیکس دہندگان پر عائد ہوتی ہے کہ وہ آئین کے آرٹیکل 286(1)(b) کے تحت مختلف کنندگان کو فروخت کے سلسلے میں اپنا مقدمہ پیش کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ ریکارڈ پر اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا نے ہر کھیپ کے سلسلے میں حتمی خریدار کے حق میں ریلوے رسید کی توثیق کب کی تھی اور اس ثبوت کے بغیر یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ سامان کا مالکانہ حق کھوکھرا پر میں آخری خریدار کو دیا گیا تھا یا درآمد کے دوران۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہر معاملے میں اس بات کی تحقیقات ہونی چاہئیں کہ اسٹیٹ بینک نے ریلوے رسید کی توثیق کب کی اور سامان کب کسٹم بیریر عبور کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی

شک نہیں کہ حتمی خریدار نے ریلوے کے ساتھ کیے گئے خصوصی انتظامات کی بنیاد پر ریلوے رسید تیار کیے بغیر سامان کی ڈلیوری کی اور ان کے مطابق راجستھان میں خریدار کی جانب سے ڈلیوری لینے کے بعد ہی ٹائٹل پاس ہوا۔ اس وقت تک، ان کے مطابق، درآمد کا سلسلہ بند ہو چکا تھا۔

ہم اس نکتے پر ایڈووکیٹ جنرل کے مختلف دلائل یا ہائی کورٹ کے نقطہ نظر کی درستگی پر غور کرنا ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ ہماری رائے ہے کہ ہائی کورٹ کو اس معاملے کے حقائق پر اس سوال پر غور نہیں کرنا چاہئے تھا۔ سیلز ٹیکس افسر نے اس سوال کا بالکل بھی جواب نہیں دیا تھا، اور آرٹیکل 226 کے تحت یہ ہائی کورٹ کا کام نہیں ہے کہ وہ کسی خاص کاروبار کی ٹیکس قابلیت سے متعلق سوالات کا تعین کرنے کے لئے خود کو ایک اصل اتھارٹی یا اپیلیٹ اتھارٹی میں تشکیل دے۔ اس مقدمہ کے حالات میں مناسب حکم یہ ہوتا کہ تشخیص کے حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا اور مقدمہ کو سیلز ٹیکس افسر کے پاس واپس بھیج دیا جاتا تاکہ اسے قانون کے مطابق نمٹایا جاسکے۔ راجستھان سیلز ٹیکس ایکٹ، اور دیگر سیلز ٹیکس ایکٹ کے تحت، جانچ کرنے والے حکام کو حقائق کا پتہ لگانا ہوتا ہے۔ اگر سیلز ٹیکس افسر کو کوئی حقائق نہیں ملتے ہیں تو وہ اپیلیٹ اتھارٹی کے ذریعہ تلاش کیے جائیں گے، اور حقائق تلاش کرنا ہائی کورٹ کا کام نہیں ہے۔ ہائی کورٹ کو ٹیکس دہندگان کی جانب سے تخمینہ کا حکم جاری ہونے کے بعد ہائی کورٹ جانے کے رجحان کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ صرف انتہائی غیر معمولی حالات میں ہے کہ ہائی کورٹ کو آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ٹیکس کے معاملات سے متعلق درخواستوں پر غور کرنا چاہئے۔ یہ سچ ہے، جیسا کہ اس عدالت نے اے وی سنکٹیشورن بمقابلہ رام چند سو بھاراج وادھوانی⁽¹⁾ میں کہا ہے کہ غیر لچکدار قواعد وضع کرنا مناسب نہیں ہو گا جو ہر معاملے میں سختی کے ساتھ لاگو کیے جانے چاہئیں، لیکن اس کے باوجود جب ٹیکس کا سوال حقائق کے درست تعین پر منحصر ہے اور کچھ حقائق متنازعہ یا غائب ہیں، ہائی کورٹ کو اس طرح کے سوالات کا فیصلہ کرنے سے انکار کرنا چاہئے۔ یہ سچ ہے کہ بعض اوقات ٹیکس دہندگان کچھ اضافی حقائق کا الزام لگاتے ہیں جو تشخیصی آرڈر میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ریاست نئے سرے سے جانچ کے بعد ان حقائق کو تسلیم کرتی ہے، لیکن آرٹیکل 226 کے تحت ایک عرضی میں جہاں جانچ کے حکم کو منسوخ کرنے کی درخواست کی گئی ہے، ہائی کورٹ لازمی طور پر ان حقائق تک محدود ہے جو آرڈر میں بیان کیے گئے ہیں یا معاملے کے ریکارڈ پر پیش ہوتے ہیں۔

اس معاملے میں، جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا جا چکا ہے، ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہائی کورٹ کو حقائق کے متنازعہ سوالوں کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے تھا، بلکہ صرف اس بنیاد پر تخمینے کے حکم کو منسوخ کرنا چاہیے تھا کہ سیلز ٹیکس افسر نے ان کے سامنے اٹھائے گئے سوال سے نمٹا نہیں تھا اور اس معاملے کو ریمانڈ پر بھیج دیا تھا۔ اس کے مطابق، ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں، ہائی کورٹ کے حکم کو رد کرتے ہیں، 23,92,252.75 نئے پیسے کے کاروبار سے متعلق تشخیصی آرڈر کو منسوخ کرتے ہیں، اور اس معاملے کو سیلز ٹیکس افسر کو واپس بھیجتے ہیں تاکہ قانون کے مطابق معاملے کا فیصلہ کیا جاسکے۔ وہ سوال کے تعین کے لئے ضروری تمام حقائق تلاش کریں گے اور ہائی کورٹ کے خیالات کے بغیر آزادانہ نتیجے پر پہنچیں گے۔ ہم یہ واضح کر سکتے ہیں کہ ہم اس بات کا کوئی اظہار نہیں کر رہے ہیں کہ ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ درست ہے کہ کھوکھرو پار میں سامان کی جائیداد بیک وقت اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن اور حتمی خریدار کو منتقل کی گئی تھی یا نہیں۔ اس اپیل میں اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔

اپیل کی اجازت ہے۔